کے بعد ایک تکمیلی درجہ ہونا چاہیے جس میں امام ولی اللہ کی کتابیں پڑھائی جائیں جو بیک وقت حدیث وفقہ وتفسیر کے ساتھ حکمت وفلسفہ وسیاست کی جامع ہیں۔ یورپ کا فلسفہ اور اس کی انقلابی سیاست سمجھنے کے لئے اس امام کی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔

دوسرا حصہ اسلامی فلاسفی کا محافظ ہو (یہ وہی امام ولی اللہ کی وحدۃ الوجود والی فلاسفی ہی "یہ اسلامی فلاسفی دراصل وہی ہندو فلاسفی ہے جسے مسلم صوفیائے کرام نے ہند میں تکمیل کے درجے پر پہنچایا ہے" "یہ فلاسفی مسلم وغیر مسلم ہر ایک کو مساوی درجے پر سکھائی جائے گی اس حصے کے ممبر کانگرسی ہوں گے، مگر پہلے حصے کے ممبر براہ راست سیاست میں حصہ نہ لیں گے بلکہ دوسرے حصہ کی ماتحتی میں اُس کی تائید کے لئے عوام کو جمع کیا کریں گے پہلے حصے کے علما زاور طالب علم سب خدام خلق کہلائیں گے، خدمتِ خلق بلا امتیاز مذہب ان کا فرض ہوگا اسی خدمت کے ذریعے پارٹی کی سیاسی عزت قوم میں مسلم رہے گی۔" کانگرس میں غیر مسلم میجارٹی ہوتے ہوئے خدام خلق کی تحریک سے اسلامی ترقی کا راستہ کھولا جا سکتا ہے۔ الحمدللہ ہم نے خدام خلق تیار کرنے کے لئے بیت الحکمت کھول دیا ہے"

۶۔ فیڈریشن کی زبان اس کا اور ملک کی دوسری زبانوں کا رسم الخط

فیڈریشن کی زبان ترقی یافتہ ہندوستانی (اردو) اور انگریزی ہوگی۔ ہندوستان کی اس زبان (اردو) میں بین الملکی بننے کے بہت زیادہ امکانات ہیں" اردو اور ہندوستان کی دوسری قومی زبانوں کو رومن کیرکٹر میں لکھ کر یورپین قوموں میں رواج دیا جائے اور مقطع حروف میں لکھ کر ایشیائی قوموں میں! زبانوں کو رومن کیرکٹر اور مقطع حروف میں لکھنے سے ایک یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ٹائپ سے بسہولت استفادہ کیا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ عربی رسم الخط کا حاصل کرنا ایک کاروباری آدمی کے لئے دشوار ہے۔ مقطع حروف میں یہ دشواری بھی اٹھ جائے گی۔

۷۔ کسان اور مزدور کو معاشی حالت میں یورپ کے کسان اور مزدور کے برابر کیا جائے گا۔

۸۔ ہر ہندوستانی ملک [illegible] کے مستقل باشندے (مرد و عورت) کا مساوی حق مانا جائے جمہوری نظام پر قومیت کو ترقی دی جائے شاہی دور یا شخصی حکومت (Monarchy) کے اعادے کا خیال چھوڑ دیا جائے۔ نسل، مذہب اور قدامت کو تفوق کا ذریعہ بنایا جائے۔

۹۔ ہر ہندوستانی ملک کی عام آبادی کو اس کی مادری زبان میں تعلیم دے کر ووٹ کی قیمت سمجھانا۔

۱۰۔ پارٹی اپنے نظریات پھیلانے کے لئے خاص تعلیم گاہوں میں خدام خلق تیار کرے گی۔ اس کے ممبر ہر طرح کی مشقت برداشت کرنے کا عہد کریں گے۔

۱۱۔ پارٹی کے جس قدر ممبر حکومت میں شریک ہوں گے وہ ملک کے ہر فرد کے ساتھ یکساں معاملہ کریں گے اور رشوت لینا بند کرائیں گے۔

۱۲۔ پارٹی کے تجارت پیشہ ممبر ناپ تول اور حساب میں دیانت برتیں گے، سود بند کر دینگے

۱۳۔ کاشتکار ممبر حکومت کا خراج اور زمیندار کا حصہ معاہدے کی پابندی سے پورا کر دیں گے، معاملات میں دیانت برتیں گے۔

۱۴۔ پارٹی کے علمی یا اخلاقی خدمت کرنے والے ممبر ملک سے جہالت دور کریں گے۔ وہ ادنیٰ ضروریات زندگی پر اکتفا کریں گے۔

۱۵۔ پارٹی کا ہر علمی ممبر مرد و عورت کو اس کی ملکی (مادری) اور بین الاقوامی زبان (اردو) میں لکھنا پڑھنا سکھلائے گا۔

۱۶۔ پارٹی کا ہر اخلاقی ممبر اپنے ملکی بھائیوں کو باہمی حقوق کا احترام سکھلائے گا۔ یہاں تک کہ ملک کا ہر شخص کسی انسان کے جان و مال و عزت کو نقصان پہنچانا اخلاقاً حرام سمجھے۔

۱۷۔ ہر ممبر اپنی ضروریات زندگی خود کما کر حاصل کرے گا، ملک سے بیکاری کو دور کرے گا

ہر امیر و غریب کو کسی نہ کسی طریقے سے محنت کش بنائے گا۔

مولانا کے سیاسی فکر و عمل کے متعلق اس قدر عرض کر چکنے کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اُن کی ذہنی نفسیات کا بھی مطالعہ کر لیا جائے ہمارے خیال میں مولانا کے تجربات، اُن کا مطالعہ اور اُن کا غور و فکر اس قدر بڑھ چکا تھا کہ وہ ہر چیز کو خالص علمی روشنی میں دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لئے جہاں یہ زبردست فائدہ ہوا کہ اُن کے اسلامی فکر نے بہت سی ایسی وہمی و رسمی باتوں کا خواہ ان کا تعلق نظریئے سے ہو یا عمل سے خاتمہ کر دیا جن کو کسی دوسری نظر سے دیکھتے ہوتے ہم محض اس وجہ سے جھجکتے ہیں کہ ہم ان کو کسی نہ کسی طرح مذہب کا جزو سمجھ چکے ہیں۔ ساتھ ہی یہ نقصان بھی ہوا کہ مولانا نے مذہب کی حمایت میں جس سیاست کو اپنانا چاہا اس کو ان کے اسی اسلامی فکر نے جو سیاست پر سوچتے وقت ہمارے خیال میں مذہبی سے زیادہ سیاسی ہو جاتا ہے اعتدال پر نہ رہنے دیا اور غالباً ایسے موقعوں پر وہ غیر شعوری طور پر سیاست کو مذہب سے آگے بڑھا دیتے ہیں حالانکہ اس وقت بھی اُن کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ " وہ مذہب کو بہت آگے لیجائیں گے " ہمارے خیال میں اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہندوستان سے جانے کے بعد اور ہندوستان میں آنے سے پہلے انھوں نے جن انقلابات کا غائر نظر سے مطالعہ کیا اُن انقلابات نے ضرور کچھ نہ کچھ ایسے عرفانی اثرات اُن کے دل و دماغ پر چھوڑے جن سے وہ سیاست کو اسلام پر منطبق کرنے کی بجائے اسلام کو سیاست پر منطبق کرنے لگے۔ ہمارے نزدیک وہ اشتراکیت سے کچھ نہ کچھ مرعوب ضرور ہوئے اور اسی لئے وہ امام ولی اللہ کی رہنمائی ڈھونڈھتے ہیں مگر چونکہ وہ نو مسلم تھے اور شروع سے اپنے آپ کو مجاہد سمجھتے تھے اس لئے ایسے موقعوں پر بھی وہ اپنے اسلامی جوش میں اپنے اسلامی فکر ہی کو کارفرما سمجھتے ہیں۔ تاہم اگر مولانا کی سیاست اور اُن کے اسلام کے درمیان اعتدال پیدا کر دیا جائے تو اُن کی تعلیمات سے اس جدید دور میں اسلام کو سمجھنے میں مد

اس کے لئے عملی جدوجہد کرنے میں ضرور مدد ملے گی۔ ہندومسلم اتحاد اور اس کے لئے وحدۃ الوجود کے فکری اشتراک کا ضمیمہ ہمارے نزدیک اس قسم کی مذہب و سیاست کے درمیان بے اعتدالی کی مثال ہے۔

دوسرا فائدہ اُن سے ہم کو یہ حاصل ہوتا ہے کہ جدید دور کے ساتھ اسلام کو لے کر چلنے میں ہم اور زیادہ روشن خیال ہو جاتے ہیں اور بہت سے ذہنی موانع ہمارے راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ تیسرا زبردست فائدہ یہ ہے کہ وہ ہم کو شاہ ولی اللہ اور ان کے متبعین کی طرف بہ زور دعوت دیتے ہیں اور ان بزرگوں کی تعلیمات کی اپنے فکر و عمل سے توضیح کرتے ہیں یہ واقعہ ہے کہ یہ خاندان ہندی علماء میں زبردست افکار کا حامل گذرا ہے اس کا سمجھنا یقیناً اسلام کو سمجھنے میں مفید ہے اور اس خاندان کو سمجھنے میں مولانا کی تشریحات سے مدد لی جا سکتی ہے۔

ایک بات مولانا کے فکر میں بہت زیادہ نمایاں ہے: وہ واقعات میں تسلسل پیدا کرنے اور کڑی سے کڑی ملانے کی بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ ہم کو اس سے مولانا کے مطالعہ کی باقاعدگی کا پتہ چلتا ہے۔ ہمارے خیال میں باقاعدہ مطالعہ کرنے والوں میں یہ رجحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے کثیر، مختلف اور منتشر معلومات کو systematize کر کے منظم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں وہ تمام خرافات کو اپنے ذہن میں نہیں رکھتے بلکہ اس کو نچوڑ کر یادداشتوں کی شکل میں ذہن میں محفوظ کر لیتے ہیں ساتھ ہی اپنے مختلف نظریوں میں ہمیشہ تطبیق دیتے رہتے ہیں مولانا نے بھی ایسا ہی دماغ پایا تھا۔ اُن کا مطالعہ بہت وسیع تھا مگر اس کے جو تاریخ انھوں نے مرتب کر کے اپنے ذہن کو سپرد کئے تھے وہ بہت مختصر، مسلسل اور ایک دوسرے کے مطابق تھے مگر اس کوشش میں قدرتی طور پر افراط و تفریط کا بڑا امکان ہے۔ جہاں تاریخ قیاس کا ساتھ دیتی ہے وہاں مولانا کا کڑی سے کڑی ملانا اور واقعات میں تسلسل پیدا کرنا بیشک بجا طور پر واقعہ کو بہت زیادہ روشن، اہم اور پھر سریع الفہم کر دیتا ہے